بھارت کی آبی جارحیت

تازہ ترین حادثہ جس نے پورے ملک میں ایک فوری جذباتی ہیجان پیدا کر دیا ہے، بھارت کی حکومت کا یہ افسوس ناک اقدام ہے کہ اُس نے دریاے ستلج کے پانی کی بہت بڑی مقدار بھاکرا ننگل کے سلسلۂ انہار میں منتقل کر لی ہے۔

پاکستان کی نہریں دریاے ستلج سے معمولاً جس مقدار میں پانی لے رہی تھیں وہ ۲۸ ہزار کیوسک سے لے کر ایک لاکھ کیوسک تک گھٹتی بڑھتی رہتی تھی۔ یکم جولائی کو بھارت کے جارحانہ تصرف کی وجہ سے یہ مقدار ۲۲ ہزار کیوسک تک آ گری، اور اب ۸ جولائی کو یکا یک گھٹ کر یہ ۹ ہزار ۸ سو کیوسک رہ گئی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہمارا سات ہزار میل لمبا سلسلۂ انہار بے آب ہو کر رہ گیا ہے، جس پر منٹگمری، ملتان اور ریاست بہاول پور کی زمینوں کی زرخیزی کا انحصار تھا۔ تقریباً ۸۰ لاکھ ایکڑ کا وہ علاقہ جو غلے اور کپاس کی پیداوار کے لحاظ سے پاکستان میں درجۂ اوّل پر تھا ایک بے آب و گیاہ صحرا میں بدلنے والا ہے، اور ہمارے ۵۰ لاکھ بھائی ہیں جنھیں بے روزگاری اور بھوک کے سامنے لا کھڑا کر دیا گیا ہے۔ علاوہ بریں پاکستان کی غلے کی پیداوار ضرورت کے مقابلے میں جو کمی دکھا رہی تھی اس میں خوفناک اضافہ ہونا بالکل نمایاں ہے۔ واضح رہے کہ معاہدۂ تقسیم کے تحت واجبات اور اِملاک کا جو بٹوارا ہوا تھا، اس میں پاکستان پنجاب کی نہروں کا حساب مجرا [ادایگی] دے چکا ہے۔ گویا بھارت نے نہروں کی قیمت بھی وصول کر لی، اور اب پانی بھی اڑس لیا۔

بین الاقوامی قانون اور روایات کے لحاظ سے اس طرح کے اقدامات اعلانِ جنگ کے مترادف قرار پاتے ہیں۔ اس طرح کے تصرفات کو کوئی مضبوط ملک برداشت نہیں کر سکتا اور کسی سرزمین کے شہری ایسی دراز دستیوں کو چپ چاپ گوارا نہیں کر سکتے۔ تقسیم کے بعد بھارت کی طرف سے حیدرآباد، جوناگڑھ اور کشمیر کے معاملے میں پے در پے جو زیادتیاں ہوئی ہیں، ان سب کے بعد یہ بہت بڑی کاری ضرب ہے جو پاکستان کی اقتصادی زندگی پر لگائی گئی ہے۔ یہ صریحاً ایک محاربانہ اقدام ہے۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ بھارت کی حکومت بھاکرا اسکیم سے فائدہ اُٹھانے سے زیادہ پاکستان کو نقصان پہنچانا پیش نظر رکھتی ہے۔ ('اشارات'، نعیم صدیقی، ترجمان القرآن، جلد ۴۲، عدد ۵، ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ، اگست ۱۹۵۴ء، ص ۲-۳)